ہمیں تحکیم سے روکا اور پھر اسکا حکم دیدیا۔نہیں معلوم کہ ان دونوں میں سے کون سی بات صحیح تھی؟ حضرتؓ نے اس موقع پر اپنے اصحاب سے دکھ اور بیزاری کا اظہار کیا اور صحابہ کرامؓ کی یاد تازہ کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں ان کی مجاہدانہ اور سرفروشانہ خدمات کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:(أین القوم الذین دُعوا الی الاسلام فقبلوه وقرء وا القران فاحکموه وهیجوا الی القتال فوَلِهُوا وَ لَهَ اللقاح الی اولادها وسلبوا السیوف أغمادها ، واخذوا بأطراف الأرض زحفا زحفا وصفا صفا، بعض هلک وبعض نجا، لا یبشَرون بالأحیاء ولا یعزَون بالموتیٰ...... اولئک اخوانی الذاهبون) ''وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے قبول کیا، قرآن کو پڑھا اور اس پر جم گئے، جہاد کے لئے انہیں ابھارا گیا تو اس شوق سے بڑھے جیسے دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف۔ انہوں نے تلواروں کو نیام سے نکال لیا اور دستہ بدستہ،صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قبضہ کرلیا۔ان میں سے کچھ مر گئے کچھ بچ گئے ۔نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر............ وہی میرے دینی بھائی تھے، جوگزرگئے۔'' (نهج البلاغه: خطبه / ۱۱۹)

خیرالقرون کا یہ طبقہ اس آیت کریمہ کی جیتی جاگتی تصویر اور عملی تفسیر تھا ﴿ان اللـه اشتریٰ من المؤمنین أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة یقاتلون فی سبیل اللّٰه فیقتلون ویقتلون وعدا علیه حقا فی التوراة والانجیل والقران ومن أوفی بعهده من اللّٰه فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به وذلک هو الفوز العظیم۝﴾(التوبه/۱۱۱)

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مؤمن — نہ مال غنیمت ، نہ کشور کشائی

❁❁❁❁❁

ابن الشاطر

ابوالحسن علاء الدین علی بن ابراہیم انصاریؒ ابن الشاطر مشہور ماہر فلکیات تھے۔دمشق میں 704ھ کو پیدا ہوئے۔آپ پہلے سائنسدان ہیں جنہوں نے ثابت کیا کہ سورج خود بھی گردش کرتا ہے۔ اسی طرح زمین اور دیگر سیارے اس کے گرد مشرق سے مغرب کی طرف گردش کرتے ہیں،اور چاند زمین کے گرد چکر لگاتا ہے۔انہوں نے علم فلکیات میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔آپ نے 777ھ میں وفات پائی۔

❁❁❁

قسط:13

ارض بلتستان

محمد اسماعیل فضلی

سلطان محمود غزنوی کی فتوحات کے اثرات:

ہندوستان کی مختلف ریاستیں راجاؤں کی ظالمانہ حکومتوں کے زیرنگین تھیں۔عوام کالانعام ظالم حکمرانوں کے لیے عیاشی کے سامان فراہم کرنے میں مگن رہتے تھے۔اس پرآشوب دور میں غزنی کی وادیوں سے وہ عظیم الشان فاتح نمودار ہوا جس کی ہمہ گیر قوت اور فولادی ہمت کے سامنے تمام قسمت آزماؤں کے حوصلے ریزہ ریزہ ہو گئے۔

سلطان محمود غزنوی کا ظہور سمندر کی طوفانی لہر کی طرح ہوا، جو اپنی راہ میں حائل ہر رکاوٹ کو خس وخاشاک کی طرح گم کر دیتی ہے۔اس فاتح کی تلوار کی جھنکار ترکستان سے ہندوستان تک سنائی دیتی تھی۔محمود آگے ہی آگے بڑھتے گئے وہ کسی سرحد کو تسلیم کرنے کے قائل ہی نہ تھے۔پہاڑ، دریا اور صحراء اس کی ٹاپوں کے نیچے دبتے چلے گئے۔اللہ تعالی اس بطل عظیم کو ایک کار عظیم کیلئے منتخب کر چکا تھا، اس کے ہاتھوں ہندوستان پر محیط اونچ اور نیچ کی طبقاتی تفریق کی بیخ کنی کرنا تھا۔

بدھ مت اس سماجی نظام کے خلاف ایک کھلی بغاوت تھی۔یہ ایک سیلاب تھا جس کی لہریں ہندوستان کے طول وعرض میں حتی کہ ہمالیہ اور قراقرم کی دشوار گزار وادیوں میں بھی پورے آب وتاب کے ساتھ پھیل گئیں۔بدھ مت نے انسانوں کو نسلی طبقات کے بجائے اچھے اور برے اعمال کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کی تھی۔جب بدھ مت کا زور کمزور پڑ گیا تو ہندوؤں کا اقتدار دوبارہ قائم ہونے کے بعد برہمنوں کا انتقامی خنجر اس خنجر سے کہیں زیادہ تیز تھا جو کسی زمانے میں اونچے طبقات شودروں کے خلاف اٹھایا کرتے تھے۔دیوتاؤں کی سرزمین میں دیوتاؤں کے بیٹوں کو عام انسانوں کی طرح اعمال کی کسوٹی پر پرکھنے والے مذہب کیلئے کوئی جگہ نہ تھی۔یوں یہ مذہب شمالی پہاڑی وادیوں اور دروں میں مقید ہو کر رہ گیا۔

پہلی صدی ہجری کے آخر میں سپہ سالار محمد بن قاسمؒ کی فتوحات اس نوجوان جرنیل کے مظلومانہ قتل کے باعث رک گئیں۔عباسی عہد حکومت میں اسلامی مملکت کے صوبوں کا دارالخلافہ کے ساتھ تعلق عملاً منقطع ہو چکا تھا۔سندھ فتنہ پروروں اور انتشار پسندوں کا امن پسند شکارگاہ بن گیا تھا۔سبکتگین کا فرزند ارجمند محمود غزنوی چوتھی صدی ہجری میں غزنی کے افق سے طوفان بن کر نمودار ہوا اور 1026ء میں سومنات تک کے علاقوں کو تاخت وتاراج کرلیا۔پنڈتوں اور پروہتوں میں بھگدر مچ گئی۔ہر کوئی جان بچانے کی فکر میں جس طرف منہ اٹھا بھاگ نکلا۔اس فتح عظیم کی خبر ہندوستان کے طول وعرض میں جنگل کی

آگ کی طرح پھیل گئی۔

بلتستان میں ہندومت کی ترویج کی کوششیں:

قصبہ بھیم سین کے مندر کا بڑا پروہت گوپی چند، سلطان کے خوف سے کشمیر کی جانب بھاگ نکلا۔ مولانا قطب مدراسی کے مطابق موسم سرما میں موسلادھار بارش اور برف باری کا پروا کیے بغیر گوپی چند نے دریائے نیلاب (سندھ) عبور کیا، 26660 فٹ بلند نانگا پربت کے بلند وبالا کوہستانی سلسلے کو عبور کیا، جھیل ولر نانگا پربت اور سرینگر کے درمیان سرینگر کے شمال مغرب میں ہے، یہاں چند دن آرام کا سانس لیا اور پیر پنجال جا کر قیام پذیر ہوا۔ یہاں پروہت گوپی چند ایک مہینہ تک بدھ مت کا لبادہ اوڑھ کر ایک بدھ خانقاہ میں مقیم رہا۔ جہاں ان کی ملاقات لاما کوشوک کے لبادے میں پنڈت یشپال سے ہوئی۔ ان دونوں نے مل کر دور پردہ ہندومت کی اشاعت کی کوششیں شروع کیں۔ کچھ عرصہ بعد جب ان کی اصلیت بے نقاب ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تو دونوں نے رات کی تاریکی میں سرینگر کی جانب راہ فرار اختیار کی۔

سرینگر میں قیام کے دوران دونوں برہمن حکومت کشمیر کے ایک ہندو مشیر رگوناتھ سے متعارف ہوئے۔ یہاں قیام کے دوران انہیں ہندوستان میں اسلامی فتوحات کی خبریں برابر ملتی رہیں۔ (تاریخ جموں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلطان شہاب الدین غوری کے فتوحات کا ابتدائی دور تھا۔)

رگوناتھ کی وساطت سے گوپی چند کو چند اور یشپال کو چند اور ساتھی بھی مل گئے۔ 1050 تک یہ لوگ بدھ گونپوں میں قیام کر کے در پردہ ہندومت کی ترویج میں منہمک رہے۔ یہاں انہیں خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی تو انہوں نے کرگل کا رخ کیا، جہاں راجہ گنگا دیو کی حکومت تھی۔ راجہ کا وزیر منگل رائے تھا۔ راجہ بڑا لالچی شخص تھا، اس کے دماغ میں برہمنیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور اسلامی فتوحات ہند سے خائف بھی تھا۔ راجہ کے وزیر منگل رائے کے ذریعے گوپی چند کی رسائی گنگا دیو تک ہوگئی۔ گنگا دیو کے ساتھ مل کر اس نے یہاں ایک مندر تعمیر کیا۔ برہمنی ذہنیت سے یہاں بھی راجہ کے ہاتھوں رعایا کو سخت تکلیف پہنچی۔ عوام راجہ کے خلاف بغاوت پر تل گئے۔ راج میں خونین فسادات شروع ہوگئے۔

لاما گوڑیو نے ایک فوج تیار کر کے گنگا دیو اور ولی عہد انند دیو کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ میدان جنگ میں راجہ شکست کھا کر راجہ کونگن کی طرف فرار ہوگیا۔ پنڈت وینا ناتھ کے مطابق راجہ ایک سال تک ویرانوں میں پناہ گزین رہا۔ گوپی چند اور اس کے ساتھی راجہ کے ساتھ ساتھ ویرانوں میں بھٹکتے رہے۔ موسم سرما کی ایک سرد ترین رات کو گوپی چند راجہ کو چھوڑ کر بلتستان کی جانب فرار ہوگیا۔ گوپی چند نے علاقہ سرتھل کا رخ کیا۔

مشہور ہے کہ جہاں دیوی اٹھارہ بھوج کا ظہور ہوا، اس مقام پر ہنود دور دراز سے جمع ہوتے ہیں۔ پنڈت وینا ناتھ اپنی

کتاب ''ہندومت اور دیش کشمیر'' میں رقمطراز ہے کہ اہل ہنود اپنی حاجات پوری کرنے کیلئے یہاں بھجن (مذہبی گیت) گاتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔اس کی نسبت عقیدت رکھتے ہیں کہ جو شخص اس دیوی کی جھوٹی قسم کھائے وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتا۔

گوپی چند بھی یہاں چند دن گزار کر آگے بڑھ گیا، 1080 میں پلماڑ پہنچا جہاں برہمنوں کی آبادی میں کچھ وقت آرام وسکون سے گزرا۔مگر یہاں بھی چین نصیب نہ ہوا کیونکہ مقامی پنڈتوں کے ساتھ اس کی رنجشیں پیدا ہوگئیں۔لہذا وہ براستہ کھرمنگ بلتستان میں داخل ہوا۔

گوپی چند اور ریشپال جب وادی کھرمنگ کی بستی اولڈ ینگ پہنچے تو بہار اپنے جوبن پر تھا۔وہ بدت بھکشو کا روپ دھارے بستی کے گونپے میں مقیم رہے۔بلتی لوگوں کی مہمان نوازی سے سردیوں کی آمد تک مستفید ہوتے رہے۔لیکن عوام کی سادہ لوحی دیکھ کر ان کی خفیہ برہمنیت پھر سر اٹھانے لگی۔وہ یہاں بھی ہندومت رائج کرنا چاہتے تھے، جبکہ یہاں کے لوگوں کے دلوں میں بدھ مت کے پیرو ہونے کے باوجود بون عقائد راسخ تھے۔مافوق الفطرت اور توہماتی عقائد یہاں بھی ان کی راہ میں حائل رہے۔جب شدید سردی کے دن آئے تو گھبرا کر دونوں نے دریائے سندھ کے کنارے سفر شروع کیا۔اس زمانے میں یہاں لداخی کھرپون یعنی حاکم مقرر تھا۔سردیاں انٹھک کھر کے نزدیک گزار کر آغاز موسم گرما میں پرکوتہ (مہدی آباد) پہنچے۔اس دوران لداخی حکمران نے پرکوتہ پر حملہ کردیا اور گوپی چند اور ریشپال سمیت دوسرے ہندوؤں کو بھی قیدی بنا کر لداخ کی طرف روانہ ہوا۔خپلو پہنچ کر وہ سلینگ کھر کے قید خانے میں چھ مہینے تک قید میں رکھے گئے۔پھر راجہ نے انہیں بے ضرر سمجھ کر رہا کر کے دریائے شیوک کے پار خپلو خاص میں جو اس وقت ایک جنگل یا ویرانہ تھا چھوڑ دیا، وہ برلب دریا موجودہ (ملدومار) میں مقیم ہوئے اور اپنی چرب زبانی اور شعبدہ بازی سے لوگوں کے دلوں کو مسحور کرنے میں کامیاب ہوئے۔انھوں نے لاماؤں کا روپ دھارا اور ایک غار کو جائے عبادت بنایا۔مٹی کی ایک مورتی بنا کر ہندومت کی تعلیم شروع کی۔کچھ عرصہ تک ان کی سحر انگیزیاں چلتی رہیں۔لیکن جلد ہی ایک شخص ژے ژے جو ہندوستان میں کافی وقت گزار کر آیا تھا، ان کی برہمنی عادتوں اور خصلتوں کو تاڑ گیا۔

ژے ژے نے چند جوانوں کے ساتھ غار پر شب خون مارنا چاہا لیکن بروقت مخبری پر وہ وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے اور سُرمو میں پناہ لی۔پو پھٹتے ہی دریا عبور کر کے سلینگ کے راستے ڈغونی، پھر وہاں سے براستہ تھلے شگر پہنچے، جہاں راجہ چاتھم کی حکومت تھی۔لم سا گوتل سترنگ کو مسکن بنایا، وہاں فقیروں کا روپ دھار کر بیٹھ گئے۔ان کی جسمانی ساخت اور ہیئت اس کے لیے موزون ترین تھی۔عجیب وغریب حرکات سے لوگ متاثر ہوکر ان کے پاس حاجت روائی کے لیے آنے لگے۔ایک دن شام ڈھلے وہ اپنے کرتب اور شعبدہ بازی میں جتے ہوئے تھے، لوگ عقیدت سے دوزانو بیٹھے تھے اور وہ خونخوار